REGISTERD NO. A. 785



H. B. Kasa Amrit... Bosenau Lucknow

قیمت فی پرچہ ۲؍

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کرسکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو بھیجے اس میں آپکے ذوق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو پھر ہفتہ کے اندر ہی تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ الخیر شاء السلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا بھی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانہ پر نیازمند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا مزید تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانہ سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مسلک کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۴

مضامین غیر

۲۳ نومبر ۱۹۲۰ء

"قمر الزماں و حلیمہ"

(مسلسل)

انتظار حرص میں قمر کی آنکھیں انگوٹھی کا نگینہ بن گئیں پلک سے پلک نہ لگی۔ ابھی اچھی طرح آفتاب نکلا نہ تھا کہ بڑی بی کے آستانہ مکاری پر حاضری دی۔ صاحب سلامت کے بعد بڑی بی نے جلتروں کی گٹھری یوں کھولی کہ سنو صاحبزادے ایک نگینہ پانسو اشرفی کی قیمت کا نکالو اور فلاں محلہ میں حبیب سادہ کار کی دکان ہے پوچھتے پوچھتے چلے جاؤ وہ آدمی بامروت ہے تمہیں خاطر مدارات سے بٹھائے گا تم نگینہ اسے دینا اور کہنا میں آپ کی استادی کا شہرہ سُن کے آیا ہوں ایسی انگوٹھی بنا دیجیے کہ کسی شوقین کے ہاتھ میں نہ ہو۔ انگوٹھی ٹھیک ٹھیک ہو وزنی نہ ہو ہلکی پھلکی ہو۔ پھر بیس اشرفیاں پیشگی انعام طریق اسکے حوالہ کرنا اور ایک ایک اشرفی محلہ کے شاگردوں کو دے کے میرے پاس چلے آنا۔ تمہارا باپ زمانی بڑا خوب ہے غریب ہے مفلس ہے بڑھاپے میں تم سا فرزند اسے قدرت نے عنایت کیا میرے بچے سو اشرفیاں اسکے واسطے بھی لیتے آنا۔ لے سدھارو وہی پہلی کا شگون۔

قمر بڑی بی سے رخصت ہو کے حبیب سادہ کار کی دکان پر وارد ہوا وہ تعظیم و تکریم پیش آیا۔ رسمی مزاج پرسی کے بعد بڑی بی کی ہدایت پر میاں قمر نے پورا عمل کیا دکان پر جو لوگ موجود تھے سب اس سخاوت پر متعجب ہوئے حبیب نے نگینے کو پرکھا پھر قمر سے وعدہ کیا کہ دوسرے دن بعد زوال تشریف لائیے اپنی فرمائش لیجائیے۔ اس دوران میں جتنے مسکین سائل دست طلب ہوئے قمر نے ہر ایک کے ہاتھ زر سے

مجمع حاضرین پر طلسمی حالت طاری ہوئی کہ یا اللہ یہ لڑکا قارون کا وارث واحد ہے یا کوئی کیمیاگر جیسے آگے اشرفی ٹھیکری کے برابر ہے۔ سب سنیے کہ قمر کے چلے جانے کے بعد حبیب نے نگینہ جیب میں رکھا آلات زرگری ہمراہ لے کے مکان کی راہ لی۔ اسکا قاعدہ تھا کہ جب کوئی عجیب و عمدہ کاریگری کرنی ہوتی تو زنانخانے میں آتے انجام دیتا کہ شاگرد استاد نہ بن بیٹھیں یا نقشہ نہ اڑالیں۔ میاں کے ناوقت دکان سے آنے پر بی بی نے سبب دریافت کیا۔ حبیب نے کہا بیگم کیا بتاؤں عقل حیرت ہے آج ایک جوان رعنا یہ نگینہ لے کے آیا تھا پیشگی بیس دینار سرخ دے گیا ہے۔ خدا نے چاہا تو میں بھی ایسی کاریگری دکھاؤں گا کہ دنیا میں جواب نہ نکلے۔ زنبوروں نما آئرن اور پھونکنی سامنے رکھی بی بی نے گھر یا بنائی میاں نے سونا تپایا ڈھالا یا انگوٹھی کا ڈول درست ہونے لگا مگر حبیب کی جورو نے سوالات کا تار باندھ دیا۔

بی بی:- ہاں میاں تو اس لڑکے کی صورت کیسی تھی؟

میاں:- اُف نہ پوچھو تُند ہے یا اگنتر ستیانی۔ گال ہیں کہ لالہ نعمانی۔ ہونٹ ہیں کہ لعل بدخشانی گردن ہے کہ صراحی بلور۔ رنگ ہے کہ شہاب اور کافور۔ قد ہے کہ طوبیٰ کا شجر۔ جواد ہے کریم ہے۔ سخی ہے حسین ہے جمیل ہے۔ نرگس اگر ان آنکھوں کو دیکھ پائے تو مارے شرم کے پانی پانی ہو جائے۔ بس یہ سمجھو کہ اس شہر سے ہزارہا جہاز گذرتے ہیں۔ برابر مسافر آتے جاتے رہتے ہیں آج تک اس حسن و جمال کا کوئی شخص میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔

بی بی:- اسے سچ سچ کہو تمہیں میری جان کی قسم کہ اس جوان سے میری صورت ملتی ہے یا نہیں؟

میاں:- برا نہ مانو تو کہوں۔

بی بی:- برا ماننے کی کون سی بات ہے۔ خدا نے ایک سے ایک بڑھ کے بنایا ہے۔ اور یہ انگوٹھی کی صورت ہی کیا۔ میری سی ہزاروں لونڈیاں شاہی محل میں پڑی ہوں گی۔

میاں:- تو اچھا سنو۔ عمر میں تم سے کم اور حسن بھی تم سے کہیں زیادہ ہے۔

اس وقت کوئی قیافہ شناس ہوتا تو وہ حبیب کے چہرے سے بہت کچھ تاڑ لیتا۔ مگر سادہ دل سادہ کار اپنے کام میں مشغول تھا اسے الفاظ نہیں ملتے تھے جو قمر الزماں کا حلیہ بیان کرتا۔ باتوں ہی باتوں میں انگوٹھی تیار ہو گئی۔ گھسائی ملنے اور جلا کرنے کے بعد ساخت کی خوبی اور نگینے کی صباحت نے آنکھوں میں چکا چوند ڈال دی۔ بی بی مچل گئیں کہ میاں یہ تو میں نہ دوں گی تم پھر اس کے جان و دل۔ بڑا آیا وہاں بیٹھنے والا کیا میں کچھ اس سے کم ہوں دیکھو میاں تم اسے دوسری انگوٹھی بنا کے دے دو۔ اللہ تمہارے ہاتھ کی کاریگری ہے لاؤ ذرا میں پہن کے دیکھوں۔ اہاہا یہ تو جیسے میری ہی چھنگلیا کے لیے بنی تھی بس جاؤ جو لگی ہو اب میں نہیں اتاروں گی۔

حبیب نے عذر کیا کہ بیگم یہ پرایا مال ہے تم کہو گی تو اس سے بہتر دس انگوٹھیاں تیار کر دوں گا مگر وعدہ خلافی دکاندار کے لیے عیب ہے۔ ساکھ بگڑ جائے گی۔ صاحب فرمائش ایسا سخی و فیاض ہے کہ اگر تم اس سے نگینہ

بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر گونڈا

درخواست ریوالیہ نمبر ۱۴ سنہ ۱۹۲۰ء

بشیشور سائل۔

بنام

سورج لال وغیرہ قرضخواہان۔

درخواست ریوالیہ منجانب بشیشور ولد سورج لال قوم برہمن ساکن موضع [illegible] پرگنہ گونڈا

نوٹس بنام

سورج لال۔ گنگا۔ آتما نند۔ تربھون۔ بجیدی۔ بھوانی بھیکھ۔ سما آگیا کاری۔ بھگوتی۔ بیجارام۔ رام پرشاد۔ [illegible] گرسی۔ رگھونندن۔ جنسی۔ مرزا [illegible]۔ [illegible]۔ سورج رت۔ رام راج۔ دیا رام۔ تربھون۔ سورت۔

ہرگاہ کہ سائل نے عدالت ہذا میں ایک درخواست اس امر کی دی ہے کہ سائل ریوالیہ قرار دیا جاوے اور تمہارا نام ان قرضخواہان کی فہرست میں جو کہ سائل نے داخل کی ہے درج ہے لہذا تمہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ تاریخ ۲ ماہ دسمبر ۱۹۲۰ء واسطے سماعت درخواست بالا اور قرضخواہان کے اظہار کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ اگر تم جواب دہی کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اصالتاً یا بذریعہ کسی وکیل مجاز کے تاریخ مذکورہ پر بعد دس بجے حاضر ہونا چاہیے۔

آج بتاریخ ۱۹ ماہ نومبر ۱۹۲۰ء کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم انگریزی

منصرم [illegible] گونڈا

مہر عدالت

ناظرین خیال رکھیں [illegible]

کھو جانے کا بہانہ کروں تو وہ خاموش ہو رہے گا لیکن مجھ سے جھوٹ نہ بولا جائے گا۔ یہاں تو یہ گفتگو تھی وہاں قمرالزماں اور جبیبا بیگم میں دوسری بات چھڑی ہوئی تھی۔ جبیبا نے قمر سے کہا کہ جاؤ سعادت انگشتری تیار ہے مگر خبردار دیکھتے ہی پھر کے واپس کر دینا کہ نگینہ کم قیمت ہے مجھ سے انتخاب میں غلطی ہوئی معلوم صاحب اب یہ انگوٹھی اپنی کسی لونڈی باندی کو دے دیجئے اور دوسرا نگینہ جس کی قیمت سات سو اشرفی ہے دیجئے خیر اگر وہ قیمت دے دے تو وہ نہ لینا کہ یہ اشرفیاں اپنے پاس سے دے کے عذر کرنا کہ غریب الوطن ہوں ورنہ آپ کے حسن صنعت کا پورا اجر وہ حاضر کرتا اس میں شک نہیں کہ عالم بھر میں آپ اپنا جواب نہیں رکھتے پھر سو اشرفیاں شاگردوں کو دلا دیں گے کہ آپ لینا۔ سعادت خیر اور یہ پیام کی رقم تمام شادی کے کام آئے گی جیسے بڑا خود ہی تمہارا نام کیا سکے تمہاری محبت کے دل میں نقش کرے گا تمہیں بڑا دولت مند بنا دے گا۔ جو ہو فرمانے بجز اس کے ظاہر میں تو انگوٹھی کا معاوضہ کے نالے میں چھینک ہے جو باطن میں انکی بی بی سے آشنائی کا اچھا بدلا ہے میں اس لئے سمجھاتی ہوں کہ تم بھی بچے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہتھے سے اکھڑ جاؤ جو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے۔ سنو میری جان احسان کا عوض احسان ہے تمہارا دادا انکا پریشان ہے دوستوں کی تسلی دلاتی ہوں کہ تمہارے حق میں دعا کرے اچھا اب جلدی کرو۔ قمرالزماں بڑی بی سے رخصت ہو کے جبیہ استاد کی دکان پر آیا وہ کام تیار کیے منتظر بیٹھا تھا مرحبا کہہ کے استقبال کو بڑھا خود بائیں بیٹھا انھیں صدر میں جگہ دی انگشتری دکھا کے انھوں نے کہا بنا کے تیوریاں چڑھا کے فوراً پھیر دی کہ یہ

نگینہ تو کم قیمت ہے اسے کیا پہنوں گا کہ ہو گئی معاف فرمائیے گا آپ کی محنت کے لائق نہ تھی۔ سادہ کار نے کہا کہ خیر اسی حلقہ میں دوسرا نگینہ جڑ دوں گا۔ قمرالزماں مسکرا کے بولا بنانے کے بعد بھی اسے اسی طرح کا نگینہ خاص کر عنایت کیجئے یہ خوب ہے۔ سرزمین عشق و عاشق میں اشرفیاں لے کے یہ تو ہوئیں۔ ادھر معشوق جبیہ اپنے گھر پہنچا انگشتری حبیبہ خانم کی انگلی میں پہنا دی اور کہنے لگا بی بی تم نے بھی کیا اچھا نصیبا پایا ہے

اللہ تیری قدرت کے قربان سے
بناتا ہے کیسا نوجوان کیسے کیسے

حال گفتنی نہیں۔ دن بھر کی محنت میں دوسری انگشتری تیار ہوئی۔ حبیبہ نے اسکے واسطے بھی ضد کی کہ مجھے پسند ہے ایسا ہی جو ہے پاس ہے تم اسے بھی سمجھ لینا۔ جبیہ نے کہا وہ تو شاید یہ بھی تمہارے قسمت کی ہو۔ میں بہت زیر بار احسان ہوں ہر گز حرف زبان پر نہ لاؤں گا۔ دوسرے دن سوداگر بچے نے دوکان لگا کے حالت کے بموجب حسب شوق انگوٹھی پہنا اور جبیہ پر اعتراض جڑا کہ تم کیسے استاد ہو انگوٹھی تیار کرنے سے پہلے انگلی کا ناپ طلب نہیں کرتے کیسے استاد ہو ننگ ہے اب یہ بھی تمہاری کسر کی مدد سے خوب ہے کہ نگینہ نذر ہے تھا۔ لو یہ ایک ہزار کی قیمت کا تیور ہے ناپ کے بموجب درست بنا لاؤ ٹھیک ہو گی تو اس کے دست بردار ہو گا۔ شاید یہ تو ہمیں ہے کہ تم جیسے ناظر خواہ اجرت دے گئے کام خوبصورت بناتے ہو مگر ہوشیاری صرف نہیں کرتے۔ محنت اکارت ہو گی سو خیر اتنے دنوں کی خاطر ہو جائے گی لیکن

جا بسیں اشرفیاں تمہاری نذر ہیں اور تم ایسے شاگردوں کو دیتا ہوں۔ انشاءاللہ کام مرضی کے مطابق ہوا تو خوش کر دوں گا۔ قمرالزماں انگوٹھی واپس کر کے چل دیا تو جبیہ کے پاس آیا اور کہ ادھر ادھر اشرفیاں دیں اور حال سنایا کہ جبیہ انگوٹھی واپس نہ کرنا اور اگر جبیہ عورت کرے تو قبول کر لینا۔ جبیہ زبان پر لانا۔ میاں جبیہ پھر انگوٹھی لے کے خوشی خوشی گھر پہنچے۔ بی بی انتظار میں تھیں پوچھنے لگیں کیا گزری۔ جبیہ نے انگوٹھی نکال کے دی کہا یہ بھی تنگ ہوئی کیا کہوں کیا عقل نے مجھے آج پشیمان کیا جو پہلے ہی ناپ نہ لینا تو شرمندہ نہ ہوتا۔ بی بی حبیبہ نے پہنی انگوٹھی کہا مجھے بڑی انگوٹھی بہتیں میاں کو دکھا کے بولیں کہو یہ تو ٹھیک تھا



ڈپوٹ دغا دے گئے۔

زبان نہیں جو اس بامروت سیر چشم جوان کی تعریف کر سکوں اپنے وقت کا حاتم ہے تعجب نہیں فرشتہ معصوم دیکھے صورت ایسی سیرت ایسی بات چیت کا یہ انداز کہ دشمن کا دل نثار ہو جائے۔ بس کہنے بھی نہ پایا کہ کام ناپسند ہے تو نگینہ میرے ہاتھ فروخت کر ڈالو میں نے انگوٹھی مجھے نہیں بلکہ تمھیں بخش دی بی بی یہ شخص ہرگز سوداگر بچہ نہیں بھلا سوداگروں کا یہ دل گردہ کہاں ہوتا ہے سوداگر کے بھیس میں کوئی عالی خاندان شہزادہ دکان بھر میں ہر شخص اسکا دلدادہ ہے جب آ جاتا ہے دکان چمک اٹھتی ہے زر و جواہر کی آب و تاب ماند ہو جاتی ہے۔

غرض میاں نے ہوائے کلام سے بی بی کے دل کی آگ خوب بھڑکائی۔ بی بی ہونٹ بھینچ کے سوداگر بچہ

دیکھنے کے قابل ہے یا تمہارے غریب خانہ میں سوداگر بادشاہ حبیبہ نے جواب دیا ان باتوں کو ہم دونوں ہی خوب سمجھ [illegible] ہاتھ نہیں [illegible] الماس ہے۔ حبیبہ مسکرائی اور کہا واہ صاحب یہ کیوں نہیں کہتے کہ اور کو دیکھ کر حضرت لوط کی اُمت یاد آئی مجھ سے دل بھر گیا اب کسی اور [illegible] مکان ہے مگر آپ کی مروت بھی عجیب غریب ہے جو کوئی اتنا احسان کرے اُسے نان خشک سے بھی محروم رکھتے ہیں بھلا لوں دسترخوان پر بھی نہیں بلاتے قطع نظر مہمان نوازی کے سوداگر بچہ پیر [illegible] بہت بڑھنے پر یکن ہے کہ اور تازہ بھی موجود ہے تو آپ کی جگہ میں ہوتی تو رنگ بڑھا کے یہی طرح نفع کماتی خیر اگر دشمنوں کو اتنی ترغیب نہیں تو بندی اپنی گرہ سے مہمان کا سامان کرتی ہے آپ کی بے مزگی پر احسان کرتی ہے کل بھلا اس سے ملاقات ہو تو بہت مہمان بنا ہے۔ حبیبہ جھلائی کہ [illegible] مجھے [illegible] سمجھتی ہو کیا [illegible] ہوں ابھی [illegible] سے تیاری کرو انشاء اللہ کل سوداگر بچہ ہمارا مہمان ہو گا۔

تیسرے دن قمرالزمان [illegible] آیا تو [illegible] تھا انگوٹھی [illegible] اشرفیاں اُجرت کے نام سے حوالے کیں مگر [illegible] نگینہ کم قیمت ہے تمہیں فضول زحمت ہوئی۔ حبیبہ نے بہت [illegible] قبول کرنے پر مجبور کیا۔ [illegible] میاں قمرالزمان [illegible] پوچھا کے [illegible] ساری کہانی کہہ سنائی تین سو اشرفیاں [illegible] بڑی بی کے نذر کیں [illegible] کی [illegible] ہوئیں [illegible] کے بولیں اب گھر [illegible] ساتھ چلے جانا [illegible] پٹنا [illegible] مجھے اطلاع دینا۔

میاں حبیبہ [illegible] بہت ڈر گئے تھے [illegible] قمرالزمان کی قیام گاہ پر آئے اور ساتھ لیا۔ بی بی [illegible] سے سر کھنچا سامان حیات پہلے ہی سے مہیا تھا عطرات [illegible] آدھی رات گئی مہمان و میزبان آرام کے [illegible] ایک لونڈی ہاتھ میں [illegible] روشنیاں لیے باہر آئی ایک مہمان کے سامنے پیش کیا دوسرا میزبان کو دیا [illegible] اس شربت میں کیا [illegible] کہ حلق سے اُترتے ہی کام کر گیا [illegible] طرح مہمان و میزبان بستر پر گر پڑے فنجان ہاتھ کا ہاتھ میں [illegible] بھی [illegible] سے

ساغر کو رہے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

کنیز نے دونوں کے ہاتھ سے فنجان لیے مسکراتی ہوئی اندر گئی۔ بی بی سے اشارہ کیا کہ [illegible] اب تم اپنی [illegible] سے جگا [illegible] ورنہ [illegible] ہے۔ بی حبیبہ ہے پاؤں چلے شوہر کی خوابگاہ میں آئیں [illegible] نیند اور موت کا امتحان لیا جب اطمینان ہوا تو مہمان [illegible] کی [illegible] پر آفت کیا۔ [illegible] ہونٹ چوسے گال [illegible] مگر سب [illegible] کام [illegible] اپنی [illegible] آشنائی کی [illegible] آنکھ نہیں پھر سینے پر [illegible] اس زور سے گالوں پر [illegible] کہ گل [illegible] ہوئے۔ [illegible] رنگ کو [illegible]

میں [illegible] کی طرح [illegible] جاتے [illegible] ذرا کی دل ہی میں [illegible] باقی [illegible] یہ سب [illegible] فراز [illegible] کی جیب میں رکھ کے [illegible] میں [illegible] باہر آئی دونوں کے [illegible] سے [illegible] دونوں کو [illegible] آئی [illegible] کے بستر خواب سے اُٹھے کنیز [illegible] ہو جانے کی [illegible] مہمان و میزبان وضو کرنے بیٹھے قمرالزمان نے کہا استاد مجھے تو ایسی نیند آئی کہ عمر بھر کبھی نہ آئی تھی۔ حبیبہ نے جواب دیا ہاں سوداگر صاحب اس مکان میں یہی اثر ہے کہ جو کوئی سوتا ہے تا سحر کروٹ نہیں بدلتا۔ قمرالزمان نے [illegible] کہہ کے منہ پر [illegible] گال میں [illegible] ہوئی [illegible] میں [illegible]۔ حبیبہ نے پوچھا کیا بات ہے نیند آئی تو [illegible] کیوں [illegible] ہیں ہونٹ کیوں [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] سے گالوں پر کسی نے سوئی سے

بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر گونڈا

درخواست دیوالہ نمبر [illegible]

بھاولی پرشاد سائل

بنام

[illegible] وغیرہ [illegible]

درخواست [illegible] پرشاد [illegible] ساکن [illegible] گونڈا

بنام

[illegible]

ہرگاہ کہ سائل نے ایک درخواست عدالت ہذا میں بتاریخ [illegible] گزرانی [illegible] سائل دیوالیہ قرار دیا جائے اور [illegible] قرضخواہوں کی فہرست میں ہے جو سائل نے داخل کی ہے لہذا تمہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ عدالت ہذا نے [illegible] درخواست مذکور [illegible] قرضخواہان کے تاریخ [illegible] مقرر کی ہے۔ اگر تم [illegible] کرنا چاہتے ہو تو تمہیں [illegible] کسی وکیل مجاز کے تاریخ مذکور پر حاضر عدالت ہونا چاہیے۔

آج بتاریخ [illegible] نومبر [illegible] میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔

مہر عدالت

دستخط جج انگریزی
[illegible] گونڈا

اطلاع نامہ بنام مدعا علیہ نابالغ و ولی

بعدالت [illegible] منصف صاحب [illegible] مقام [illegible]
[illegible] دسمبر [illegible]

مقدمہ نمبر [illegible]

[illegible] ضلع سلطان پور .... مدعی

بنام

[illegible] ضلع سلطان پور .... مدعا علیہ

[illegible] بنام [illegible] ضلع سلطانپور [illegible] مقدمہ [illegible] لہذا تم [illegible] جاتی ہے کہ اگر [illegible] دسمبر [illegible] درخواست اس عدالت میں [illegible] مقدمہ مقرر [illegible] تو عدالت کسی [illegible] کرنا [illegible] مقدمہ کے مقرر کرے گی۔

آج بتاریخ [illegible] نومبر [illegible] میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط انگریزی منصف

وقت حاضری [illegible]

کتیاں کا ڈھی ہی داڑھی اچھی ہے۔ حبیبہ نے جواب دیا گھبرانے کی بات نہیں اس مقام پر بہت ہیں ان حرامزادوں کا قاعدہ ہے کہ زمین بے گیاہ و رخسار بے ریش پر ہل چلاتے ہیں جو کوئی امرد یہاں سوتا ہے صبح اٹھ کے منہ دھونے میں روتا ہے۔ مرد وہ سوتے محفوظ ہے کہ داڑھی کی مورچھل رکھتا ہے۔ یہی گفتگو ہیں دضو ختم ہوا۔ قمرالزماں جا نماز پر کھڑا ہوا۔ نیت باندھنے کے لئے ہاتھ اٹھائے وہ جیب کترے۔ پھاپھا کٹنی تھی اب پھری معلوم ہوئی تعجب ہوا جب نماز گو تے ہیں کھڑے ہوئے جیب کا جائزہ لیا تو چار گڑیاں پائیں۔ دل نے کہا یہ معمہ بڑی بی سے حل ہوگا جلد سے رخصت کی ٹھہرائی۔ یہاں بڑی بی انتظار کر رہی تھیں صورت دیکھتے ہی بولیں ہا! اگوڑی مری جیوانے میرے بچہ کے گالوں پر کیا ستم ڈھایا ہے۔ مسوس مسوس کے کاٹا ہے۔ صاحبزادے یہ کیا ماجرا ہے ذری مجھ سے تو بیان کرو۔ قمرالزماں نے جیب سے گڑیاں نکال کے سامنے رکھیں بولے کہ کھانے سے فراغت ہوئی تو ایسی نیند آئی کہ صبح تک آنکھ نہ کھلی گھر میں لیٹو اور پھر اتنے تھے کہ انھوں نے یہ گت بنائی نماز پڑھنے میں جیب کترے کے یہ چار بت نکلے۔ بڑی بی پوپلا منہ کھول کے بہت ہنسیں کہا کیسے لیٹو کہاں کے پھر حشرات الارض بھی کہیں امرد پرست ہوتے ہیں؟ یہ سب اُسی جیوا کے کرتوت ہیں جو لب گل رنگ عناب تھے آج شہتوت ہیں چار گڑیوں سے یہ مطلب ہے کہ چار شب تک ضیافت ہوگی پھر جان پر آفت ہوگی تم لڑکے نہیں لڑکی ہو گڑیاں کھیلو وہ نیدی گڑیا ہے تم گڈے ہو جس طرح گڑیا گڈے کا بیاہ ہوتا ہے دونوں پاس رہتے ہیں وصل سے محروم رہتے ہیں اُسی طرح تم نے بھی شب بسر کی ہے عشق نہیں کھیل ہے۔ گڑیا گڈے کا تماشا میل ہے مگر نہ گھبراؤ آج حبیبہ پھر تمھیں لینے آئیگا اگر نہ سوؤ گے تو مطلب حاصل ہوگا۔ میاں قمرالزماں شب کے منتظر ہو رہے کیا کرتے مگر یہی ہوا کہ آج بھی حبیبہ اُنہی بی بی کے ہاں بہانے سے لینے آیا اور سوتے وقت پھر فنجان آئے جیسے پیتے ہی خواب مرگ آسا وہ نکہ

طاری ہوا حسب معمول وارد ہو نے دفع بیہوشی کے جگایا تو جیب میں گڑیاں نہ تھیں چھری تھی۔ آنکھ کا ورم زیادہ تھا شاید طمانچوں نے تیغ بے مدد بنایا تھا مگر قمرالزماں نے بڑی بی کو چھری دکھائی بڑھیا چھری دیکھ کے سٹ پٹائی یہ حرف زبان پر لائی کہ میاں جان کی خیر مناؤ قمیہ بدی پر آمادہ ہے تم ابھی اپنے کھانے پینے کا حال تو سناؤ انھوں نے فنجان قہوہ کا ماجرا کہا۔ بڑی بی گردن ہلا کے بولیں۔ اے ہے کبھی ہوا اسی طرح اپنے خصم کو سلاتی ہے آشنا کی عقل آزماتی ہے۔ خبردار آج شب کو جو کنیز قہوہ لائے تو اس کے خصم کو پینے دینا تم نہ پینا کنیز سے کہنا تو عجب بدتمیز ہے میں پیاسا ہوں پہلے پانی پلا تو ہے پر پانی کون پیتا ہے۔ وہ پانی لینے جائے گی تم اگالدان میں قہوہ انڈیل دینا اور تکیہ پر سر رکھ کے اسطرح خراٹے لینا جیسے تم نے پانی کا انتظار نہیں کیا قہوہ پی لیا۔ قمرالزماں نے تیسری شب بڑھیا کی پڑھائی ہوئی پٹی پر عمل کیا۔ قہوہ کی پیالی خالی دیکھ کے لونڈی بڑبڑائی کہ بات ہونے کی شامت آئی آج بی بی جیتا نہ چھوڑیں گی یہ موہنی مورت سونی صورت خاک میں مل جائے گی۔ کنیز کا رخ قمرالزماں نے سنا بڑی بی کو دعائیں دیں کہ انھوں نے جان بچائی۔ لونڈی کی ٹی بی بی آئیں۔ مگر مریخ کی صورت پانچوں پہ گرد لگائے ہاتھ میں خنجر کال مارے غصے کے تمتمائے بھرمتی مچاتی چادر میں الجھتی آتے ہی وار کرنے کے لئے پینترا بدلا۔ قمرالزماں تو روز ہنستا اٹھ کھڑا ہوا۔ حلیمہ نے کہا کیوں اُٹھتے پڑے کے سو رہو۔ معلوم ہوتا ہے در پردہ کوئی نائی ہے وہی آشنائی ہے۔ دونوں مسندکہ جلوہ گر ہوئے۔ قمرالزماں نے اپنا تمام قصہ سنایا وہ بیٹھی سنتی رہی۔ جب کل ماجرا سن چکی تو کہا میں نائی دماں سے کہنا کہ بڑی بی تمھارے حلیتر کی کتاب ختم ہوئی یا ابھی باقی ہے اگر وہ کچھ باقی ہے تو پوچھنا کہ ایسی تدبیر بتاؤ جو برائی جو روشنی ہو جائے اور بوند بھر نہ پائے مجھے بند دس جنگ پڑے ہیں اور بدنامی نہ ہو۔ ادا گفتگو کے بعد لیٹنا رکھ گرواہ لگا لگا۔ فلانی مزہ منہ دینا میاں حبیبہ حرف حلت یا تین ضمانت

تھے ہی سو دہ میں مبتلا ہوتے تھے میں رات ختم ہوئی نقش آفتاب نے مکتب جہنم میں قدم رکھا۔ وداع کے وقت حلیمہ نے کہا بڑھیا کو میرے یہاں قدم رنجہ کرانے کا نتیجہ آج مل گیا۔ سنو پیارے اب میں تم سے لمحہ بھر جدا نہیں رہ سکتی اگر تم نے مجھے چھوڑا تو جان دیدونگی جیسا معشوق تھے کی مثالوں میں تھی ویسا ہی مل گیا۔ بڑھیا مکارہ سپر ڈال دے تو پھر میں ایسی تدبیر کروں کہ دنیا سنے اور حیران رہ جائے۔ بڑھیا بیچاری کی ہستی ہی کیا ہے۔ تو سنی جو میاں حبیبہ خوشی خوشی مجھے تمھارے گھر بھیجیں اور اپنی ساری کمائی جہیز میں دیں۔ پیارے آج پھر میں حبیبہ کو تمھارے مکان پر بھیجونگی۔ جب وہ تمھیں یہاں آنے پر مجبور کرے تو تم اُس سے کہنا۔ بھائی ایک دن کا مہمان دوسرے دن کا مہمان تیسرے دن کا مہمان چوتھے دن کا بے ایمان۔ عورتوں کی عادت ہے کہ وہ اپنے میاں کے دوستوں سے جلتی ہیں تم جو روزانہ اپنی جورو کو چھوڑ کے باہر جاتے ہیں میرے ساتھ شب بسر کروگے تو بی بی تمھاری آزردہ ہوں گے مجھے کوستی ہوگی میں ایک مسافر ہوں غربت میں تم سا رفیق پایا تمھارے احسان کا بدلہ یہ ہونا چاہیے کہ بی بی سے اور مجھ سے آن بن کا بانی میں قرار پاؤں اگر مجھ سے محبت رکھتے ہو تو اپنے پڑوس میں کوئی مکان کرایہ پر لے دو فرصت کے وقت کبھی تم میرے یہاں چلے آؤ کبھی میں تمھارے یہاں۔ نیند آئے تو میں اپنے گھر میں آرام کروں تم بی بی کی بغل گرماؤ۔ میں یاد رکھتا ہوں یا بد نظریں۔ حبیبہ کا دستور ہے کہ بغیر میرے مشورے کے کام نہیں کرتا تھا۔ اس مکان کے پچھواڑے خود اسکا ایک مکان کرایہ پر اٹھا ہوا ہے میں نے صلاح دونگی کہ وہ کرایہ دار کو اٹھا دے اُسکے بعد جو کچھ ہوگا دیکھ لینا۔

میاں قمرالزماں اپنی آشنا کی باتیں سن کے حیران ہوئے۔ حسب معمول کنیز آئی اور صاحبخانہ کی ناک پر سرکہ میں ڈوبا ہوا کپڑا رکھا آتے ہی تڑپ کے پھسنک آئی کلمہ پڑھتا اٹھا اور قمرالزماں سے کہنے لگا ذرا دیکھئے بھائی صاحب اب تو آپ کے گالوں پر ظلم نہیں کرتے ہو اور شرمندہ ہوں



"عیب تہِ خاک"

گربہ۔ میاؤں۔ کموڑے جاسوس بوسونگھ کے ساری علامت پہچان لیتے ہیں۔ اب اتنا گہرا کھودوں گی کہ انھیں معلوم نہ ہو۔

مسٹر پنچ۔ چوہے اس سے دھوکا کھا سکتے ہیں مگر ڈری بریس والے آدمی ہیں انھوں نے بہت سی بلیاں دیکھی ہیں۔

قمرالزماں نے جواب دیا مگر اب وہ گھر کا سا رہا نہ
نہیں۔ حمیدہ بڑی بڑی شاید شباب کی عادت ہو گئی۔
ناشتہ کے بعد دونوں جدا ہوئے۔ قمرالزماں بڑی بی سے
ملا۔ بڑی بی نے حمیدہ کا سوال سن کے کانوں پر
ہاتھ رکھا اپنی کمر کی قسم کھائی تمام ہوئی حمیدہ سادی کی بات
میں کوئی ایسی تدبیر نہیں جو بی حمیدہ کا مطلب بر آئے۔
یہ سن کے قمرالزماں نہیں گیا لگا وہاں استاد حمیدہ جو بیٹھے
کے انتظار میں بیٹھا۔ زمان خسر کے بعد میاں حمیدہ
تشریف لائے انھوں نے حمیدہ کی بتائی ہوئی تقریر شروع کی
حمیدہ نے التماس کی کہ آج تجربہ امتحان کو سو کے بیچ کی
اپنی بی بی سے مشورہ کرنے کے بعد انشاء اللہ دوسرا
مکان خالی کراؤں گا۔ وہ بھی آپ ہی کا ہے غیر کا
نہیں۔ مگر شرط کی قسم کرایہ کا ذکر زبان پر نہ لائیے
ورنہ مجھے ملال ہوگا غرض دو نوں باتیں کرتے گھر پہنچے۔
بحسب دستور خفقان باری ہوئی جب حمیدہ گذشتہ کے
نوبجے تو حمیدہ آئی دو ماہ سن کے وہ سادہ دیا کہ بس
پالا مار لیا ہے۔ صبح کو میں کرایہ دار سے گھر خالی کروا دوں گی
بلکہ حمیدہ نے مکان کا قول بی بی سے نقل کیا۔
بی بی نے کہا سنتے ہو مجھی تم تو بنا مکان خیر کرتے کے
نہ دو گی تمہارے دوستوں کی تو انتہا نہیں جو سلیقے
دوستی ہوئی۔ یہی تو مکان مفت الٹتوں کا ہو جائے گا
سادہ کار ہیں کہیں ہوا کہ صاحب تم بھی مجھے بے مروت
ہو مکان کی قیمت سے کئی حصے زیادہ رقم وصول کر چکیں
پھر بھی طبع سے دل خالی نہیں۔ اچھا میں دکان پر جاتا
ہوں تم کرایہ دار سے کہلا بھیجو کہ آپ کوئی دوسرا مکان
تلاش کر لیجیے۔ طبیعت نے وہی نقشہ دکھایا مگر جب حمیدہ
دن ہر چلا گیا تو کنیز کی معرفت مکان کے تخلیہ کا پیام ہوا
اور ایک نہایت ہوشیار دستار کو بلا کے کئی تیز فرمایاں
اس کاریگری کے صلے میں دیں کہ وہ راتوں رات ایک چور رستہ
خالی شدہ مکان سے اس مکان کے تہ خانے میں بنا دے
جو بیچ مقابل مشکلات ہے کام بھی کوئی ریلا سب نہ تھا
مونھ کرایہ دار ہو یا بدمعاش وہ کے نکلا اور مرد کی جوہ
نے ابھی ہنرمندی کا ایسا کمل نمونہ دکھایا کہ بی طبیعہ بھی
مان گئیں۔ حمیدہ نے قمرالزماں کو پہلے ہی سے مطلع کر دیا تھا کہ
تعمیل ارشاد ہو گئی آپ اپنا ضروری سامان بھیج دیجیے

بجز فرش فروش لباس کے کچھ نہ رہا گم۔ ہر حال پیچ کیا
دو مزدوروں کے سر پر۔ اگر گفتگو بار کے حضرت اپنی معشوقہ کے
زیر سایہ مستور ہی ہوئی۔ گیا دیکھتے ہیں کہ دونوں مکانوں میں
ملاقات ہوا اور بی طبیعہ سطح پر بالصفت ظاہر ہوئیں جیسے
پانی پر لکڑی کا ٹکڑا تیرتا ہے۔ باقی آئندہ

آزاد

سرزمین آگرہ سے ایک ماہوار ادبی رسالہ حضرت
صبا اکبرآبادی کے زیر اہتمام شائع ہوا ہے ایک جو حجم
اور سالانہ قیمت پانچ آنہ مقرر ہے۔ ٹائیٹل پر پانچ آنے
سالانہ قیمت دیکھ کر ہمیں اندیشہ ہوا کہ شاید کسی چالاک
اشتہار باز نے اپنے کارخانے کا نام مشہور کرنے کے لیے آم
کے آم گٹھلیوں کے دام کر دیے ہیں مگر ورق الٹ
کے جو دیکھا تو سچ مچ کا رسالہ ہے۔ عزیز لکھنوی نوری
دہلوی نہیں کنائی اختر نظامی حیدرآبادی۔ قمر جلالوی
کے علمی و ادبی نثر مضامین میں ثاقب جالیونی آدمی جمیل
مظہری آسی جانسی شباب اکبرآبادی عیاں میرٹھی
شیخ اکبرآبادی جگر مرادآبادی نجم آفندی اصغر گونڈوی
نیر اکبرآبادی مرزا ثاقب لکھنوی کے نظم افادات فکریہ میں
مقوی دواؤں اور دعاؤں کا اشتہار نہیں ہے۔ ابھی پہلا
نمبر ہے غالباً دوسرا نمبر پہلے سے فائق ہوگا۔ نوجوان ایڈیٹر
صاحب نے ہمت کی ہے خدا برکت دے اور جنرل بازوں
یادی پی منگا کے سرن کھینچ جانے والوں کی بدعت سے
محفوظ رکھے۔ مقام اشاعت قرول باڑہ اکبرآباد ہے۔

مولانا شیخ کی نوٹ بک

"رائے وہی ہے جو بدلتی رہے"

پشاور میں سائمن کمیشن کے سامنے گواہی دیتے ہوئے
سر عبدالقیوم نے فرمایا "پہلے طالبین اصلاح اس پر متفق تھے
کہ ہمارے صوبہ کی اصلاحات سے ہو دوالی ملنا چاہیے یہ
نہیں کہ پھر سرحدی صوبہ پنجاب سے ملحق کر دیا جائے تاکہ
پشاور میں بھی بستی بچا ادھر بھی آ جائے مگر جو اد
۱۵ نومبر کو انھوں نے اپنی رائے بدل دی۔ خبر نہ دار
تھی سائمن صاحب جھٹ سے بول اٹھے کچھ مضائقہ
نہیں لیکن اندازہ نظر ہوتا ہے جب ایسی پنجاب کی شعبۂ تبادلے کمیشن
پاتر آپ کیا تو ضمیر پر بصفت سائنس نے آتا کا تک
چلتی رہی ہے وہ تھی اس آزاد نظری سے گواہ کی پیدی ہی کی
ہو گئی ہو گی۔ وہ آدمی ہی کیا جو ہمیشہ ہمیشہ قواعد گویا زیر نظر
وضو پر وضو کرے لیکن سائمن صاحب اکیا وہ سرفروشی
اصل جو شگہ وہیں تیار ہوئی تھی بدل جائے گی؟۔
ابھی واللہ آپ تو دل لگی کرتے ہیں۔ خواہ مخواہ پادیوں
کے دلوں میں شبہ پیدا نہ کیجیے۔ عقلا کا قول ہے ایاش
اعدی الراحتین" امید جو بر آتی ہے اس میں دو قسم کی
راحتیں ملتی ہیں کوشش کے بحران سے نجات اور فوراً
مراس اور مایوس کے واسطے ایک ہی راحت مقدر
ہے وہ کیا؟
"آنکھ پھوٹی پیر گئی"
خدا کرے سر سائمن کا سایہ اور وہ اور عشق لندنی افراد
پر بھی تھوڑا سا پڑ جائے جن کی رائے ہندوستانیوں کے
بارے میں کبھی بدلنے والی نہیں۔ دکالی پرنٹش و کہنے سے
بھی مر غا ایک ہی ٹانگ کا رہتا ہے۔ بہر حال بدلنے کی
تفصیل بھی مطلوب ہے کہ سائمن صاحب کی رائے
ہندوستانیوں کی طرف سے بدلی یا ہندوستانیوں کے
حق میں بدلی۔ واللہ اگر بیچ ولی کی روایت صحیح ہے
اور سائمن صاحب حاطب اللیل نہیں جو رات کو جھاڑ
جھنکاڑ بھی لپیٹ لیں کہ نہ دیکھیں کا امتیاز نہیں رکھتا تو
ہم کہہ سکتے ہیں کہ رائے تو نہیں مگر آنکھ ضرور بدل گئی۔
یا رو ہندوستان کی دولت ہے مفت کی کھا کا پاؤ
جو لطف ہو ہی دولت ہے قریب الا بیت رات کی جان

مقبول سرسائمن بادے بال "پولیس کے بموں" کی بدولت گئی اگر دشمنوں کا قول صحیح ہے تو یہ پیغام شندہ کے اختتام سے قبل اہل ہند کو مل گیا فذلک ہو الفوز العظیم"

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

سرسائمن جیسی کی بارگاہ قاصنی کاجات پر سائمین کا نرغہ ہے چنانچہ انگلو انڈین گروہ کی طرف سے بھی بعض مطالبا پیش ہوے ہیں۔ ان صاحب کرم کی بارگاہ ہے کونا ہی اگر ہے تو ظرف سائل کی ہے خدا نخواستہ سرسائمین کے بحر تبول دریچی جودو عطا میں پانی کی کمی نہیں۔ خالص ہندوستانیوں کو یہ قول کردریا قصید کے اشتی کا دریا ہرگز قابل قبول نہیں۔ یاد و کیا تم نے ان سنی صاحب کی حکایت نہیں سنی جو داڑھی پر ہاتھ پھیر کے انگلیاں دیکھتے اور انگلی کرتے ہوے بالوں سے ہم عدد و بدسال کو خیانت فرماتے تھے۔ کچھ نہ انگلی کرتے تو سعلی کی کرخطا۔ تمنت کا سارا تصور ہوگی۔ ہر حال انگلو انڈین طبقہ کا مطالبہ معقول ضرور ہے سرسائمن داڑھی پر کچھ نہیں ان خالی کلوں پر ہاتھ پھیر لیجیے جو کچھ انگلی کے گئے کا وہی تصدق فرمائیں گے۔ اپنے طبقہ کی نیابت فرماتے ہوے کرنل گڈنی صاحب نے کہا ہے

کس کی آمت میں گنوں آپ کو بتلا ے شیخ
تو کہئے گبر مجھے۔ گبر مسلماں مجھکو

ہم اس ہرم میں چھپتے ہوے ہیں۔ نہ ہیں یورپین اپنی شفقت میں داخل کرتے ہیں نہ ہندوستانی ہم سے ہمدرد ہیں لہذا کچھ ایسا کیجیے کہ جائیں بچاس برس کے لیے ہمارے امتیازی حقوق محفوظ ہوجائیں۔ ریلوے بادوسیں محکمہ پر ہمارا قبضہ ہے بحال خود قائم رکھا جائے۔ ہماری تعلیم کا انتظام مرکزی حکومت کے سپرد ہو بچاس لاکھ روپیہ اس غرض سے برابر کردیا جائے کی اسکا سود ہمارے فرقہ کی بہبودی میں صرف ہو۔ وظیفے جاری ہوں۔ اور ہم کو نسلوں میں نیابت کی کرسیاں بھی مخصوص کردی جائیں۔ یہ دیکھیے کرنل صاحب نے زیادہ کچھ نہیں فرمایا۔ اگر وہ ایک حلقی دعوی صرف انگلو انڈین جو فقد کی سلطنت کے واسطے فدائی کرنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں تو ادیہ کی آبادی کی کشش نار کے واسطے

ہندوستانیوں کی جانیں طلب کرتے تب بھی کم تھا بشرطیکہ اس شہید کے جزو آخر سے اختلاف ہے یعنی خالص ہندوستانی انگلو انڈین حضرات کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھتے تو کیا معنی کہ ایک زمانہ اور نیشنل کانگریس جب وہ اور نشنوں کی میدانی میں پہونچا اور انور شاہ ائکی آؤ بھگت کرتے آرہو اور سے خود کے اپنے حجینے کی بکال ملکوا تار کرتے ،نبرپلنگ " یا کبھی گھاسے بیل کے گلے میں گزر ہوتا اور وہ پیچھے ہوتے ہوے کلوں کے باحث اپنی جلدی کا جانور سمجھ کے استقبال کرتے تو حضرت دور نشلی کی سی گرپڑ منبدگر کے جیلا نے گئے کا اور باوش سنم سر بلند خان صاحب کمشنر کرنل گڈنی کی بات نے کبھی نہیں شبہ بیجا کے ذہن میں داخل نہیں کیا۔ پھر اگر کسی ہندوستانی ماں کی عقل کے دشمن لیجے انھیں اپنا بھائی بند سمجھا تا تھا کی شامت آئی تو ہمیں وہ عبرت تیزیں کا درعش اخت ہوا۔ قصر کرایہ بدلگیاں ہیں ہمارا منشا پورا تمام جماعت کی طرف نہیں بلکہ چنیدہ افراد کی جانب ہے جنکا طرز عمل ہمیری کے مصدق کا قدموں سے ثابت ہوسکتا ہے آپ کو مشورہ ہے بھی کوئی شکایت ہے کہ ہمارے ہم وطنوں کو خود گرد باردر تب بھی ہمدردی نہیں کرتے کو بیان دو تب بھی زندہ ہوتے ہیں۔ تبدیکر اور تب بھی ہمیں ہمدردی کے قابل سمجھتے ہیں۔

نقو بر تو اے چرخ گردوں تفو

شہر ونگاڈو کا کو یہ قدرت بتلائی ہے کہ پیچھے کی کھال کے کون تو اسکا جواب جوتیوں سے ملنا چاہیے۔ آخروہ کیوں ہمدردی نہیں کرتے ؟

نجوم طالع کا صحیح ہمیشہ نجومی کے بھائی کا نا پرچڑھا۔ پروفیسر ہند بنگلی سکینک سرکاری نجومی پروفیسر صاحب دہلی سے تحریر فرماتے ہیں کہ ہم نہم ہفتم دسمبر دہلی کا بھاؤ دیہاتی ہفتم و ہشتم دسمبر کو بہیگا۔ ہر دسمبر کو بیک جائیگا بارھویں تیرھویں دسمبر تک پھر گندہ ہوگا۔ غرض تمام دسمبر میں دھوپ کی کھال کا معشوق تند خو کے گال کا سا حال رہے گا۔ زندہ بزرگ وار دہلی امید نہیں کہ پرستوں میں سے کوئی حرم کے جیسا دولی کا سودا کرے۔ یہ پلی القسمی ہے ہم جو تشی صاحب

تبہ نادم علم غیب سے عمل کر ہر کارمشکل ہو کی جو ان اشاعت پہونچی ہے۔ لہذا ہم ان لوگوں کی خاطر سے جو سبزی میں رہتی اور دہلی کے عملگار ہیں اور سستا مال ڈھونڈھتے ہیں صرف اس مختصر جوتشی صاحب کا علم قبول کرتے ہیں۔ کیا معنی کہ ارزانی اس تاریخ کیواسطے مقرر ہے جس نے گرانی کے وقت ذخیرہ جمع کیا اور گرانی اس خریدار کے حق میں ہے اور ارزانی کے وقت خرید کا ارادہ ترک کیا۔ بھاؤ کا مہنگا اور سستا ہونا بیوپاریوں کی اختیاری بات ہے۔ ہاں اگر جوتشی صاحب کے علم پر عمل فرمائیں تو پھر گرانی اور ارزانی مترادف ہے اور جب غیر کہ گرانی میں تجارت ملتوی ہو جاتی ہے اس قسم کی خبروں سے ہمارے جوتشی صاحب تھوڑا سا کاغذ اور ڈاک کا ٹکٹ خرچ کر کے اچھی خاصی شہرت حاصل کرتے ہیں یہ تجارت بے شک نفع کی ہے مگر خریداری کا تمام نفع میں شریک نہیں کیے جاتے۔

(ایک سرشتہ روزگار)

انسانیت کا رابطہ گفتگو سے

کیو۔ تعلیے کے ہمارا امیر یورپ کے سیر سپاٹے سے تشریف لائے تو رعایا نے استقبال کیا ایڈریس کا جواب دیکر عنایت ہوا وہ معزز خیال عام الاہور سے نقل کیا جاتا ہے۔

یہ ہم کو سب کو دو یا دور کیا کہ چرخ خوش ہوئے ہیں ہمدرد میں فرقہ سے تم نے ہمارا خیر مقدم کیا ہے ہوئے یہ بڑی مسرت کی بات ہے اس سفر کے دوران ہم بھی خوش دوسیاحتوں کی جا نہیں ہیں اور بخدا ہم صاحب کو جو ترتیب حاصل ہوئی ہیں وہ ہمارے لیے موجب فخر ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہم سال ۴ ال حضرت خادم عشق نے بھی بہ اہل خطابات رہے ہیں۔ ہم بھی خود ہی باسے سترت مواجب کی ملاقات کی ہے کی شادی ہوئی ہے اور تم نے اسکے لیے مبارکباد دی ہے۔ یہ جواب ایڈریس انسانیت سے وہی تعلق رکھتا ہے خود جواب نہیں بر رنگتر ہوتا۔ یہ آرتا ہماری ذات کی پیش قدمی ایذر ہے جسکی ابتدا اور معدد کھو خوشی اور مدیکھو دوستی ہوئی ہے اور سے اندن تمہے عشق کے سپاہ یہ گئے جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آگئے۔